ماہنامہ

خدیجہ

جرمنی

لجنہ اماءاللہ جرمنی کا ترجمان

مدیرہ:- صفیہ چیمہ

جلد نمبر 10 نگران:-صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی ماہ۔احسان۔ 1384ھش، بمطابق جون 2007ء معاونت:۔-صبیحہ نفیس۔نرگس ظفر۔امتہ النصیر طارق شمارہ نمبر 6

حدیث النبوی ﷺ

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو‘‘۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر ۱۶۷)

بَدامنی پھیلانیوالے محرّکات کا قطعی سَدّ باب کرنیوالا پاک نبی ﷺ

سیدّ نا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے اُن تمام راہوں کو بڑی ہی دانشمندی اور حکمتِ عملی کے ساتھ مسدود کر دیا جن سے دنیا میں فتنہ وفساد اور بدامنی کا ماحول پیدا ہوتا اور لوگوں کا امان اُٹھ جاتا ہے۔ ذیل میں چند محرکات کے سدّ باب کی قدرے تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

(الف) اس سلسلہ میں سرِ فہرست انسانی فطرت میں پائی جانے والی قوت غضب ہے۔ اگر یہ موقع ومحل پر استعمال ہو تو ایک اچھے فطرتی تقاضا کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس کا غلط استعمال، ماحول اور دنیا کے امن کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس کی مثال اس آگ کی مانند ہے جو انسانی زندگی میں بڑی مفید اور کارآمد نعمت خداوندی ہے۔ لیکن اسی آگ کا غلط استعمال چشم زدن میں لوگوں کے املاک ونفوس کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ اور یہی وہ آگ ہے جو پہلے دل میں بھڑکتی اور پھر مُہلک ہتھیاروں اور تباہ کُن بموں کی صوُرت میں ظاہر ہو کر زندگی کو ہی صفحہءِ ہستی سے مٹا دیتی ہے۔ یہی حال غصے کا ہے۔ بیشتر فساد اور لڑائیاں غصے کے بیج سے پھوٹتی ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے مومنوں کی ایک صفت وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (آل عمران ۱۳۵) بیان فرمائی کہ وہ غصے کو پی جاتے ہیں۔ اور جو آتش غضب کو اپنے اُوپر وارد کر لیتے ہیں اُن کے بارے میں مُوتُوا بِغَيظِكُم کے الفاظ استعمال فرمائے۔ کیونکہ انجام اس کا موت ہی ہوتا ہے۔ کبھی اخلاقی طور پر اور کبھی جسمانی طور پر بھی ایسی حالت میں موت وارد ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ لَيسَ الشَّدِيدُ بالصُرعَةِ اِنّما الشّدِيدُ الّذِى يَملِكُ نَفسَهُ عِندَالغَضَبِ (بخاری ومسلم) کہ حقیقی معنوں میں وہ شخص پہلوان کہلانے کا مستحق نہیں جو اپنے مدّ مقابل کو جسمانی قُوّت سے پچھاڑ لیتا ہے بلکہ اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ حضرت علیؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک کافر دشمن کو آپؓ نے نیچے گرا لیا۔ اس حالت میں کہ اس نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپؓ نے فوراً اُس کو چھوڑ دیا۔ اُس نے حیران ہو کر پوُچھا کہ ’’ایسا نادر موقع آپ نے کیوں چھوڑ دیا؟‘‘۔ فرمایا ’’پہلے میں نے خدا کی خاطر تجھے زیر کیا۔ اب جو تو نے مجھ پر تھوکا تو غصے نے ذاتی انتقام کی شکل پیدا کر دی اس لئے فوراً تجھے چھوڑ دیا‘‘۔

(ب) آنحضرت ﷺ نے خطبہ حجتہ الوداع میں غرباء کے امن وسکون کو برباد کرنے والی سوُد کی لعنت سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ اور فرمایا آج سوُد کی رقوم ترک کی جاتی ہیں۔ (ابن ماجہ وترمذی)۔ لہذا بمطابق ارشاد خداوندی سوُد کے لین دین سے توبہ کر کے صرف اصل زر وصول کرنے پر معاملہ کو ختم کر دینا چاہئے۔ بصورت دیگر خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف سے برپا ہونے والی جنگ کے لئے تیار رہنے کے لئے خبردار کیا گیا ہے۔ (بقرہ ۲۷۹۔۲۸۰) آج جو بڑے بڑے کاروباری لوگ عذر پیش کرتے ہیں کہ اس دور میں سوُدی لین دین کے بغیر ترقی ممکن ہی نہیں وہ ان غرباء سے پوچھیں جن کے وجوُد سے سوُد کی لعنت اس طرح چمٹ جاتی ہے جیسے خون چوُسنے والی جونکیں انسان کو چمٹ جاتی ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ جس طرح غرباء ساہوکاروں کے پاس اپنی نسلوں تک کو گروی رکھتے چلے جانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور جب اُن کے لئے کوئی جائے مَفر باقی نہیں رہتی تب اُن کی آنکھیں کھلتی ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے برپا ہونے والی جنگ کا نقشہ اُن کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ یہ کوئی فرضی باتیں نہیں بلکہ دنیا کے قریباً سبھی غریب مُلک اس کا شکار بن چکے ہیں۔

(ج)۔ حُکام کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کی تکالیف کو رفع کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور ان کے لئے امن وامان کا موحول بنائے رکھیں۔ چناچہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ ساری دنیا کے لئے اس بارے میں رہنما اُصول پیش کرتی ہیں۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَا مُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُ الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَ لِلّٰهِ عاَ قِبَهُ الْاُ مُو رِ (حج 42) یعنی یہ (مسلمان) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں طاقت بخشیں تو وہ نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰتیں دیں گے اور نیک باتوں کا حُکم دیں گے اور بُری باتوں سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔

تِلْكَ الدّا رُ الاٰ خِرَةُ نَجعَلُهاَ لِلّذِينَ لاَ يُرِيدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَ لَا فَسَاداً ط وَالْعَا قِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ہ (قصص ۸۴) کہ یہ جو اُخروی زندگی ہے ہم اسے انہی کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں جو مُلک میں ناجائز غلبہ اور فساد نہیں چاہتے اور انجام متقیوں کا ہی اچھا ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے بعض ظالم حکمران ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی رعایا کے امن وسکون کو برباد کر دیتے ہیں اور بالآخر تخت سے اُتارے جاتے اور تختہ دار پر چڑھائے جاتے ہیں۔ اور لوگوں کی دُعاؤں کی بجائے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ اِسی لئے آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک صحابیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ اِنّ شَرَ الرّعَا ءِ الحُطَمَةُ فَاِياَكَ اَن تَكوُنَ مِنهُم (بُخاری ومسلم) یعنی وہ حکام بہت بُرے ہیں جو ظالم طبع اور سخت گیر ہوں۔ جو اپنی رعایا پر رحم دلی اور ملامت سے پیش نہ آتے ہوں۔ پس اپنے آپ کو اُن میں سے ہونے سے بچاؤ۔

(د)۔ بسا اوقات معاشرے کے افرادا یکدوسرے کے لئے مشکلات وتکالیف کے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کے ازالہ کے لئے آنحضرت ﷺ نے ایک بہترین اصول بیان فرمایا کہ ’’ہر انسان جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی کچھ اپنے بھائی کے لئے پسند کرے‘‘۔ (بخاری)۔ آج دنیا اگر صرف اس ایک اصول پر کاربند ہو جائے تو تمام بدامنیوں اور بے چینیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پھر حضرت رسول اکرم ﷺ جو دین لائے اُس کا نام ہی اسلام ہے یعنی امن وصلح اور آشتی کا مذہب۔ اور آپ کے پیروکاروں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلم کا نام دیا گیا۔ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (حج۔ ۷۹)۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَلمُسلِمُ مَن سَلِمَ المُسلِموُنَ مِن يَدِهِ وَ لِسَانِهِ (بُخاری) یعنی حقیقی معنوں میں مُسلم وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو بے جا تکلیف نہ پہنچے۔ کیسا دلکش نام ہے اور کیسی امن کی ضمانت ہے۔ پر شرط یہ ہے کہ ہر مسلم اسم با مُسمّیٰ ہو جائے۔

(شانِ خاتم الانبیا ﷺ ’’اَمان (تحفظِ حقوقِ اِنسانی) میں‘ سیرۃ النبی سیریز نمبر 3 صفحہ 11 تا 15)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ دیکھیں کہ رُوئے زمین پر مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ کیا کسی پہلو سے بھی کوئی قابلِ اطمینان صورت دکھائی دیتی ہے۔ ......علمی حالت کے لحاظ سے سب رو رہے ہیں کہ مسلمان پیچھے رہے ہوئے ہیں اور نت نئی مجلسیں اور کمیٹیاں قائم ہوتی ہیں کہ مسلمانوں کی علمی حالت کی اصلاح کی جاوے۔ دُنیوی لحاظ سے تو یہ حالت اور دینی پہلو کے لحاظ سے تو بہت ہی گری ہوئی حالت ہے۔ کوئی بدعت اور فعل شنیع نہیں ہے جس کے مرتکب مسلمان نہ پائے جاتے ہوں۔ اعمالِ صالحہ کی بجائے چند رسوم باقی رہ گئی ہیں......مُسلمانوں کی حالت اس وقت بہت ہی گری ہوئی ہے اور اُن پر آفات پر آفات نازل ہو رہی ہیں۔ مگر کیا مسلمان ابھی چاہتے ہیں کہ وہ اور پسے جاویں۔ اس سے بڑھ کر اُن کی ذلیل حالت کیا ہوگی کہ وہ پاک دین جو بے نظیر دولت اُن کے پاس تھی اور ایمان جیسی نعمت وہ کھو بیٹھے ہیں۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والے عیسائی ہو کر آنحضور ﷺ کی توہین کرتے اور اسلام کا مضحکہ اُڑاتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم نیا ایڈیشن صفحہ نمبر ۱۰۔۱۱)

یورپ میں اسلام کی مُخالفت اور ترقی ایک ساتھ

(قسط نمبر 1)

زوباریہ احمد، Immenhausen

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔''ساری قوموں کو دیکھو کہ تیرہ سو برس سے بالکل خاموش اور چُپ چاپ تھیں، اگر چہ اسلام کے ساتھ اُن کی لڑائیاں بھی ہوتی رہیں، مگر وہ شوخیاں اور شرارتیں جو اب اسلام کے استیصال اور نابُود کرنے کے واسطے کی جاتی ہیں، نہیں کی جاتی تھیں۔ اور وہ مذہبی زہر نہ تھا جو آج ہے۔ پچاس برس پہلے اگر ان کتابوں کو تلاش کریں جو اسلام کے خلاف لکھی گئیں تو شاید ایک بھی نہ مِلے۔ لیکن اب اس قدر کتابیں، اخبارات، رسالے اور اشتہارات نکلتے ہیں کہ اگر اُن کو جمع کیا جاوے تو ایک پہاڑ بن جاوے''۔(ملفوظات نیا ایڈیشن جلد سوم صفحہ 575)

پھر فرماتے ہیں''یہ آفتیں ہیں جو اسلام پر آ رہی ہیں اور میں نہایت درد اور افسوس سے سُنتا ہوں کہ اس پر بھی کہا جاتا ہے کہ مصلح موعود کی ضرورت نہیں حالانکہ زمانہ خود پُکار پُکار کر کہہ رہا ہے کہ اس وقت ضرورت ہے کہ کوئی آوے اور اصلاح کرے۔۔ یہ شیطان کا آخری حملہ ہے اور وہ اس وقت ساری طاقت اور زور کے سا تھ اسلام کو نابود کرنا چاہتا ہے، مگر اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے اور مُجھے بھیجا ہے تا میں ہمیشہ کے لئے اُس کا سر کُچل دوں''۔

(ملفوظات نیا ایڈیشن جلد سوم صفحہ 11 - 10)

معزّز قارئین! آج اگر یورپ بھر میں ہم کوئی سا بھی اخبار کھول کر دیکھیں تو اس میں اسلام کا ذکر ضرور ہوتا ہے اور جس رنگ میں وہ ذکر اکثر ہوتا ہے وہ ہر اُس مُسلمان کو جو ایک ذرّہ برابر بھی دین کی محبت اپنے دِل میں رکھتا ہے غمزدہ کر دیتا ہے۔ آج دُنیا بھر میں محمد ﷺ کے دین کے ساتھ، جو خُدا تعالیٰ کو سب سے پیارے اور محبوب تھے، جو سلوک ہو رہا ہے، وہ آج تک کسی اور مذہب کے ساتھ نہیں ہوُا۔ دُنیا بھر کے مُسلمان ایک گہرے صدمے کا شکار ہیں، لیکن ان حالات کو بدلنے کی طاقت خود میں نہیں پاتے۔ تمام مُسلمان ممالک طرح طرح کے بُحرانوں اور ایک بے بسی و بے چارگی میں جکڑے ہوئے ہیں اور نجات کی کوئی راہ اُن کو دکھائی نہیں دیتی۔ امریکہ و یورپ میں اسلام کی مخالفت تو ہمیشہ سے پائی جاتی تھی لیکن امریکہ میں ہونے والے حملوں کے بعد خاص طور پر تمام مغربی ممالک کی یہ مخالفت کُھل کر منظرِ عام پر آ گئی ہے، اسلام کو دہشت گردی کی تعلیم دینے والا مذہب، امن پسند دُنیا اور خاص طور پر جمہوریت کے لئے ایک خطرہ قرار دیا جا رہا ہے۔ جرمنی میں بھی بے شک ایک ایسی لابی تو تھی جو اسلام کے خلاف تھی، لیکن مجموعی طور پر جرمنی میں اسلام کی عزّت تھی۔ جرمن عوام کی اسلام کے بارے میں یہ سوچ نہیں تھی کہ ہمیں اسلام سے کوئی خطرہ ہے۔ امریکہ میں ہونے والے حملوں کے بعد خاص طور پر اسلام کے لئے امریکہ و یورپ میں خطرناک حالات پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں خاص طور پر جرمنی قابلِ غور ہے۔ کہ جرمنی وہ مُلک تھا جہاں مُسلمانوں کو ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل تھی اور مُختلف اقوام آپس میں پیار و محبت سے رہتی تھیں۔ جرمن آئین کے مُطابق اب تک مُسلمانوں کو اپنے مذہب کی تعلیمات پر نہ صرف عمل کرنے بلکہ ان کا پرچار کرنے کی بھی مکمل آزادی حاصل تھی۔ قانونی طور پر تو یہ اجازت اب بھی حاصل ہے، لیکن موجودہ صُورتحال اس سلسلہ میں آئیندہ درپیش آنے والے بھاری مسائل کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ میڈیا کی طرف سے مُختلف سروے کئے گئے جن کی روشنی میں یہ بات واضح طور پر سامنے آئی کہ جرمن عوام کی رائے اسلام اور مُسلمانوں کے بارے میں منفی ہوتی جا رہی ہے۔

وہ افراد جو بچپن سے یورپین ماحول میں رہتے آئے ہیں، جو یہاں یورپ میں بڑے ہوئے ہیں، اور پھر جنہوں نے یہاں کے اداروں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی، اس مُلک کی زبان اور یہاں کے مزاج کو سمجھتے ہیں، وہ اس وقت کی نزاکت کو بہت بہترین انداز میں نہ صرف سمجھ رہے ہیں، بلکہ فِکرمند بھی ہیں۔ اگر وقت پر اسلام کی صحیح تصویر سامنے پیش نہ کی گئی اور جُراءت اور بہادری سے اس صُورتحال کا سامنا نہ کیا گیا تو آنے والا وقت ایسے فیصلے سامنے لے کر آئے گا کہ مُسلمانوں کو یورپ میں اسلام کے مُطابق اپنے بچوں کی پرورش کرنی مُشکل ہو جائے گی۔ یورپ میں اسلام کی مخالفت تو بے شک ہمیشہ سے تھی، لیکن اس کا اظہار کم از کم اس طرح کُھلے عام نہیں ہوتا تھا، جس طرح سے گُزشتہ چند ماہ سے کُھلم کُھلا اعلیٰ سطح کے حُکمران تک اسلامی اقدار پر تنقید کر رہے ہیں اور اسلام کو دُنیا میں ہونے والی دہشت گردی کا ذمّہ دار قرار دے رہے ہیں۔ تقریباً تمام سیاستدان اور وہ میڈیا بھی جو اب تک خود کو غیر جانبدار قرار دیتا تھا، یورپ کو اچانک اُن خطرات سے خبردار کرنے میں شدّت سے مصروف ہو گئے ہیں جو اسلام کے حوالے یورپ کو لاحق ہیں۔ جرمنی میں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ جرمن قوم نے جرمنی میں آباد مُسلمانوں کو بہت ہی ڈھیل دے رکھی تھی۔ اس طرح کے خیالات کی عکاسی بڑی بڑی اخبارات نے بھی جلی سُرخیوں میں کی۔ چند ماہ قبل ڈنمارک میں آنحضور ﷺ سے متعلق توہین آمیز خاکے چھپے تو رسول ﷺ کی شان میں اس گُستاخی پر مُسلمانوں نے شدید احتجاج کیا۔ اس پر سیاستدانوں کی طرف سے اس بات کا اظہار تو کیا گیا کہ ان خاکوں کو نہیں چھاپنا چاہیے تھا، لیکن اگر گہرا غور کیا جاتا تو اس وقت بھی معلوم ہو جاتا کہ اس اظہارِ ہمدردی کے پیچھے مُسلمانوں کے ردّعمل پر ایک ناگواری اور بسا اوقات بلکہ ایک تمسخر کی جھلک تھی۔ اس کے بعد صرف جرمنی میں اسلامی اقدار پر پر اُوپر تلے چند شدید حملے ہوئے۔ جس سے ہر سچّے مُسلمان کو بے حد دُکھ پہنچا۔

لیکن جس نے چیز نے مزید دُکھ پہنچایا وہ اس سلسلہ میں سیاستدانوں اور میڈیا کا رویّہ تھا۔ اس سلسلہ میں گُزشتہ مہینوں کا جائزہ کُچھ یوں ہے۔

☆ ماہ ستمبر 2006 میں جرمنی میں اسلام پر ایک تاریخ ساز حملہ ہوُا۔ یہ حملہ خود عیسائی (کیتھلولک) مذہب کے سب سے بڑے رہنماء Papst Benedikt کی طرف سے ہوُا۔ پوپ نے Regensburg کی یونیورسٹی میں ایک تقریر کی۔ پوپ کی اِس تقریر کے بیشتر حصّوں نے ساری مُسلمان دُنیا کو ایک گہرے صدمے سے دوچار کر دیا۔ اس تقریر میں پوپ نے نہ صرف اسلام کی امن پسند تعلیم کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اسلام کو دہشت گردی کی وجہ قرار دیا بلکہ آنحضور ﷺ کی شان میں بھی گُستاخی کی۔ واضح رہے کہ پوپ کیتھولک عیسائی دُنیا کے لئے ایک نہایت اہم ہستی ہے، جس کے ماننے والے اس کے ہر لفظ کا یقین کرتے اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ لٰہذا پوپ کی اسلام کے خلاف تقریر کوئی معمولی بات نہیں تھی، بلکہ یہ تقریر نہ صرف بذاتِ خود بلکہ بعد میں اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے حالات بھی ایک تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس تقریر نے دُنیا بھر میں اسلام کے حالات کو مزید کٹھن کر دیا ہے۔ جب اسلام کے خلاف ہونے والے اتنے بڑے ظُلم پر مُسلمانوں نے یعنی پوپ کے ان بیانات کے خلاف احتجاج کیا تو پوپ نے واضح طور پر کسی بھی قسم کی معذرت کرنے کی بجائے الفاظ کے پیچھے چُھپنے کی کوشش کی اور کہہ دیا، کہ "یہ میری اپنی رائے تو نہیں تھی، بلکہ میں نے تو صرف ایک اقتباس پڑھا تھا"۔ اور پوپ کی اس بات کا دفاع جرمن خاتون چانسلر Frau Merkel سمیت تمام سیاستدانوں نے کُھلے عام کیا۔

پوپ کی تقریر کے نتیجہ میں دُنیا میں اسلام اور مُسلمانوں کے خلاف نفرت مزید بڑھ گئی ہے۔ ایک اتنے بڑے مذہبی رہنماء کا یہ عمل نہایت افسوس ناک ہے، جس کی تقریر کے بعد دُنیا کا سکون مزید خطرے میں پڑ گیا۔ حالانکہ ایک امن پسند شخص کے لئے تو جو امن پھیلانا چاہتا ہے، یہ ضروری ہونا چاہیے کہ وہ صرف امن اور محبت کی تعلیم دے اور ایک دوسرے سے اچھی باتیں سیکھنے کی تلقین کرے، اور کوئی ایسی بات یا اقتباس نہ دُہرائے جو قوموں کو ایک دوسرے سے نفرت کا سبق پڑھائے۔ ایک امن سے محبت کرنے والے شخص کا تو یہی خاصہ ہونا چاہیے، وہ خاصہ جو محمد ﷺ کا خاصہ تھا، پھر جسے آپ کے سچّے جانشین اور عاشق حضرت مسیح موعودؑ نے اپنایا اور اسے وراثت کے طور پر اپنے تمام خُلفاء کو دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے تمام خُلفاء کے مُبارک لبوں سے ادا ہونے والا ہر لفظ ایک امن کا پیغام ہے، کوئی ایک بھی اپنا ادا کیا ہوُا لفظ یا کوئی بھی اقتباس ایسا نہیں جو خُدانخواستہ کسی دوسری قوم یا مذہب کے خلاف ہو یا اُن سے نفرت سکھاتا ہو۔ کیونکہ محمد ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ان سب کا ایک ہی مقصد تھا، ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور وہ مقصد دُنیا میں امن قائم کرنا ہے اور یہ امن تبھی قائم ہو سکتا ہے اگر تمام قومیں ایک دوسرے کا احترام کریں اور یہ تعلیم بھی صرف قُرآن ہی نے دُنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قُرآن کریم میں فرماتا ہے ": اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے"۔ قُرآن کریم کی اس ایک بظاہر مُختصر سی آیت میں دُنیا میں آج موجود بدامنی اور دہشت گردی کا حل پیش ہے۔ کہ دہشت گردی یعنی کسی کو ہلاک کر کے اُسے صفحہء ہستی سے مٹا دینے کی خواہش تبھی پیدا ہوتی ہے، جب انسان کے اندر ایک احساسِ کمتری پیدا ہو اور اس کے نتیجہ میں ایک دوسرے سے نفرت پیدا ہو۔ اور احساسِ کمتری تبھی پیدا ہوُا کرتا ہے جب کوئی بڑی یا طاقتور قوم کسی چھوٹی قوم کو یا کوئی بڑا شخص اپنے سے کسی چھوٹے شخص کو یا کوئی امیر کسی غریب کو تمسخر و تحقیر کا نشانہ بنائے اور اس کے طرزِ زندگی پر تنقید کرے اور اس کا مذاق اُڑائے۔ اور اسلام چونکہ بنا ہی انسانی فطرت کے عین مُطابق ہے تو قُرآن نے یہ بات سمجھتے ہوئے اس تعلیم کو پیش کر کے ایک دوسرے کی تحقیر و تمسخر سے روکا ہے۔

اس تقریر کے بعد ان نام نہاد مُسلمانوں پر کہیں زیادہ افسوس ہے، جنہوں احتجاج کا مُثبت راستہ (جیسا کہ تقریر میں کئے گئے عتراضات کے جوابات تیار کرنا)، اختیار کرنے کی بجائے متشدّد مظاہرے کر کے اور اشتعال انگیز جلوس نکال کر اور مزید برآں یہ کہ صومالیہ میں ایک بے گُناہ نن کو بھی ہلاک کر کے اسلام کو مزید بدنام کر دیا۔ یہ ایسے مُسلمان ہیں جو قُرآن کے لئے کٹنے کے لئے تو تیار رہتے ہیں، لیکن قُرآن کی تعلیمات کے مُطابق جینے کو تیار نہیں ہوتے۔ اور میڈیا کا تو مزاج ہی یہ بن گیا ہے کہ امن پسند احتجاج کرنے والوں کو پیچھے کر کے صرف مار دھاڑ کرنے اور پرچم وغیرہ جلانے والوں کو سب چینلز پر دکھاتے ہیں۔ چاہے یہ میڈیا امریکہ و یورپ کا ہو یا آج کے نام نہاد اسلامی ممالک کا۔ لٰہذا اب بھی یہی ہوُا۔

پھر چند ماہ قبل جرمنی میں Idomeneo نام کا ایک اسٹیج پروگرام (Mozart Oper) یہ وجہ بیان کرتے ہوئے کینسل کر دیا گیا کہ جرمن پولیس کے حفاظتی حکام کے بقول بعض انتہا پسند مُسلمانوں کی طرف سے دھمکیاں دی گئی تھیں کہ اگر یہ پروگرام دکھایا گیا تو وہ اس کا جواب تشدّد سے دیں گے۔ اس پروگرام کے کینسل کرنے پر

جرمنی بھر میں سیاستدانوں اور عوام نیز ہر طبقے کی طرف سے اسلام کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ اسلام کا مغربی آزادیء رائے، آزادیء اظہار ، مغربی اقدار اور آرٹ کی آزادی پر شدید حملہ ہے اور اب ہم خاموش نہیں رہیں گے۔ اس اسٹیج ڈرامے کی تفصیل یہ ہے کہ اس ڈرامے کے اختتام میں ایک سین دکھایا جانا تھا جس کے اختتام میں آنحضورﷺ، حضرت عیسیٰؑ، گوتم بُدھ کے سر قلم کئے جاتے ہیں اور پھر ان کٹے ہوئے سروں کو سامنے رکھ کر شائقین کو دکھا جاتا ہے۔ یہ وہ سین تھا جس پر مُسلمانوں نے پروٹیسٹ کا اظہار کیا تھا۔ واضح رہے جرمنی بھر میں یہ احتجاج کسی بھی قسم کے تشدّد کے بغیر کیا گیا تھا۔ اس احتجاج پر جرمنی کی وزیرِ اعظم سمیت تمام اعلیٰ درجے کے سیاستدانوں نے نہ صرف ان احتجاج کرنے والے مُسلمانوں کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا بلکہ وہ لوگ جنہوں نے ایسے سین سے اپنے صرف مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچنے کا اظہار کیا تھا انہیں بھی بُری طرح لتاڑا اور کہا کہ وہ آرٹ پر کسی قسم کی پابندی نہیں برداشت کریں گے، نیز کہا کہ یورپ کی آزادیء رائے، آزادیء ضمیر، آزادیء فن اور مغربی اقدار کو اسلام سے سخت خطرہ ہے۔ اسلام کا واضح طور پر دہشت گردی سے تعلق جوڑا گیا اور بعض نے ڈھکے چُھپے الفاظ میں جبکہ بعض نے کُھلم کُھلا اس بات کا اظہار کیا کہ اسلام دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔ ساتھ ہی گُزشتہ برس ڈنمارک میں ایک اخبار نے خاکوں کے ذریعہ آنحضورﷺ کی شان میں جو گُستاخی کی تھی، اُس پر مُسلمانوں نے جو احتجاج کیا تھا اُس کی بھڑاس بھی ساتھ ہی نکال کر یہ ثابت کر دیا کہ اُس وقت کی معذرتیں اور ہمدردیاں صرف ڈھکوسلے تھیں۔ بڑی سطح پر بعض حلقوں میں کہا جا رہا ہے کہ اب جو اتنا کُھلے عام اسلام پر تنقید ہو رہی ہے یہ سب پوپ کی تقریر کا نتیجہ ہے، پوپ نے اسلام کے خلاف تقریر کر کے ایسی لابی کو جو اسلام کے خلاف دِل میں عناد وتنفّر رکھتی تھی، کُمک دی ہے۔ بہرحال اس اسٹیج ڈرامے کی منسوخی کے واقعہ کا حکومت نے بے حد بُرا منایا اور اس شدّت سے نوٹس لیا کہ مُلکی سطح پر جرمن وزیرِ داخلہ Mr. Wolfgang Schäuble کی زیرِ نگرانی ایک "اسلام کانفرنس" بُلائی گئی جس میں واضح طور پر اقرار کیا گیا کہ "ہمیں اسلام سے خطرہ ہے کہ وہ آزادیِ ضمیر، آزادیِ رائے، آزادیِ فن کے راستے میں رُکاوٹ بن رہا ہے"۔ اب اس اسٹیج ڈرامے کی منسوخی کے بعد ہمارا صبر ختم ہو گیا ہے، لہٰذا اب "اسلام سے مذاکرات "ضروری ہو گئے ہیں۔

اس کانفرنس میں جرمنی میں موجود چند مُسلمان فرقوں کی رہنماء بھی "اسلام کے نُمائیندہ کے طور پر" موجود تھے۔ اس کانفرنس کا نتیجہ یہ رہا کہ اس کانفرنس میں کوئی بھی اسلام کے حق میں کُچھ نہیں سُننا چاہتا تھا بلکہ اسلام کو یورپ کے "لائق" بنانے کی باتیں کی گئیں۔ اس میں اسلام کو مغربی اقدار کے لئے واضح طور پر ایک خطرہ قرار دیا گیا۔ اور اس بات پر زور دیا گیا کہ یہ بات مُمکن بنائی جائے کہ آئیندہ جرمن حکومت ہر مُسلمان امام اور خطیب کی تعلیم کا بندوبست کرے۔ان مُسلمان اماموں کو جرمنی میں ٹریننگ دی جائے اور یہ لازم بنا دیا جائے کہ وہ صرف جرمن زبان میں خطبہ دیں یا دیگر تقاریر کریں۔اس کے علاوہ اس کانفرنس میں یہ بات بھی زیرِ بحث آئی کہ تمام اسکولوں میں، جہاں مُسلمان بچے موجود ہیں، وہاں جرمن حکومت کے زیرِ نگرانی اسلامی تعلیم دی جائے۔اور نئی مُسلمان نسل کو یہ شعور دیا جائے گا کہ وہ مذہب پر تنقیدی نظر ڈالنا سیکھیں۔ یہ بات واضح طور پر کہی گئی کہ مُسلمان عورتوں کو اُن کے حقوق حاصل نہیں ہیں، لہٰذا حکومت اس سلسلہ میں ان عورتوں کی مدد کرے گی۔ کانفرنس میں موجود بعض اہم افراد نے اسلامی پردہ کو بھی مُسلمان عورتوں کی حق تلفی قرار دیا۔ کانفرنس میں مندرجہ بالا اسٹیج شو کی منسوخی پر بار بار شدید ردّ عمل ظاہر کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ منسوخی مغربی اقدار کے مُطابق آرٹ کی آزادی سلب کرنا ہے، جو برداشت نہیں کی جائے گی۔ جرمن وزیرِ داخلہ Mr. Wolfgang Schäuble نے بھی یہی رائے پیش کی اور پھر یہی بات بعد میں جرمن خاتون چانسلر Frau Merkel نے بھی بعد میں اپنی تقاریر میں نہایت زور و شور سے بلکہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا، کہ "اب اسلام کی وجہ سے یورپین اقدار متاثر ہونے لگی ہیں"۔ کانفرنس کے اختتام پر حکومتی اراکین نے کانفرنس کے ممبران کو دعوت دی کہ اب ہم آپس کے اتحاد (ایک ایسا اتحاد جو اسلامی تعلیمات پر تنقید کے بعد وجود میں آیا، جس میں آرٹ، عیسائیوں، یورپین اقدار یعنی ہر قسم کی اقدار کے حقوق کی حفاظت کی تو بات کی گئی، لیکن حکومتی اراکین کی طرف سے صرف اسلام کے حق میں کوئی بات نہیں کی گئی) کی طرف اس کانفرنس کے ذریعہ پہلا قدم اُٹھا رہے ہیں تو اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم آزادیِ آرٹ کی خاطر اور ایک دوسرے کے قریب آنے کی خاطر یہ اسٹیج ڈرامہ (جس میں دوسرے نبیوں کے ساتھ ساتھ آنحضورﷺ کا بھی سر قلم کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے) سب مل کر دیکھیں گے۔ استغفراللہ! اس پر کسی مُسلمان نُمائیندے نے ہلکی سی بھی آواز نہیں نکالی کہ ہم اس کام میں شریک نہیں ہونگے، بلکہ خاموش تماشائیوں کی طرح چُپ چاپ بیٹھے رہے۔

اس کانفرنس کے بعد جرمنی بھر میں مُلکی اور صوبائی سطح کے سیاستدانوں نے اسلام کے خلاف بے شمار بیانات دیئے۔ جرمن خاتون چانسلر Frau Merkel نے اسٹیج ڈرامے کی منسوخی پر بہت شدید غُصے کا اظہار کیا اور کہا کہ اب ہمیں اپنی یورپین اقدار کی حفاظت کرنی ہے، کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہماری آزادیء رائے یا آزادیء ضمیر سلب کرنے کی کوشش کرے، جس نے جرمنی میں رہنا ہے، ہماری اقدار کے مُطابق رہے۔ اس کے علاوہ Frau Merkel نے پوپ کے ساتھ بھی ہمدردی کا اظہار کیا کہ انہیں کس طرح مُسلمانوں سے "صرف اپنی آزادیِ رائے استعمال کرنے پر" معذرت کرنی پڑی۔ Frau Merkel کی ہی سیاسی پارٹی یعنی CDU کے جنرل سیکریٹری Mr. Pofalla نے اسلام کو دُنیا بھر میں ہونے والی دہشت گردی کا مجموعہ اور ذمہ دار ٹھہرایا۔اور اسلام میں عورت کے مقام پر تنقید کی اور اسلام کو عورت کے حقوق کا غاصب ٹھہرایا۔ اس کے علاوہ Bayern صُوبے کے میئر Mr. Stäuber نے اسلام اور جرمنی میں موجود مُسلمانوں کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقاریر کیں۔اسی طرح حکومتی اراکین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے Niedersachsen اور پھر دیگر کئی صوبوں کے میئرز اور دیگر سیاستدانوں نے یہی طرزِ عمل اختیار کیا اور اسلامی اقدار کو جمہوریت کے لئے ایک خطرہ قرار دیا۔ مُلکی سطح کے سیاستدانوں نے اس طرح کے بیانات دیئے جن کے مُطابق یہ ضروری ہے کہ اسلام کو "یورپین" بنایا جائے، اور اسلام کو سیکیولرزم کی طرف دھکیلا جائے۔ پوپ کی تقریر پھر خاص طور پر برلن میں منعقد ہونے والی اس "اسلام کانفرنس" کے بعد تو جرمنی میں اسلامی تعلیمات اور اقدار سے ایک جنگ سی جاری ہے۔ سب سے بڑھ کر حیرت کی یہ بات ہے کہ یورپ بقولِ اپنے ماہرین و سیاسی حُکمرانوں کے اسلام سے یہ جنگ "آزادیء ضمیر اور آزادیء رائے" کی خاطر لڑ رہا ہے، جو اُس کی نگاہ میں اسلام میں مفقود ہے، تو پھر یہ بات سوچنے میں آتی ہے کہ یہ کیسی آزادیء ضمیر اور آزادیء رائے ہے، جو ہر ایک کو حاصل ہے، خواہ وہ نازی پارٹی NPD سے تعلق رکھتا ہو، یا ہم جنس پرستی کا حامی ہو۔ واضح رہے کہ آج بھی جرمنی میں نازی پارٹی NPD کو (بیشک پولیس کی نِگرانی میں) سڑکوں میں کُھلے عام جلوس نکالنے اور اپنے اشتعال انگیز اور نفرت سے بھرپور خیالات پیش کرنے کی اجازت ہے۔ وہ اس دوران لاؤڈ اسپیکر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ سے وہ آئے دِن کتنے ہی نوجوان جرمن لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنی تنظیم کا رُکن بناتے ہیں۔ پھر ہم جنس پرست آپس میں نہ صرف شادیاں کر سکتے ہیں، بلکہ بچے بھی گود لے سکتے ہیں، اس وقت جرمنی کے دارلحکومت کا میئر بھی ایک ایسا شخص ہے جو ایسے ہی خیالات کا حامی ہے۔ اور یہ سب یورپ میں "آزادیء ضمیر اور آزادیء رائے" کے تحت ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی "آزادیء ضمیر اور آزادیء رائے" کے نام پر یورپ میں جو کُچھ ہو رہا ہے وہ ایک انسانیت کو ایک ایسی راہ کی طرف دھکیل رہا ہے، جو انسانوں کو انسان نہیں حیوانیت کی طرف لے کر جاتی ہے۔ لیکن صرف مُسلمانوں کی ہی تمام روایات و اقدار میں جو بھی چیزیں شامل ہیں وہ یورپین "اقدار" کے تحت "آزادیء ضمیر اور آزادیء رائے کی حفاظت میں نہیں آسکتیں کیونکہ اُن سے بقولِ اہلِ یورپ کے "جمہوریت نیز انسانی حقوق کو شدید خطرہ لاحق ہے"۔مثال کے طور پر اسلامی پردے پر شدید تنقید کی جا رہی ہے اور اسے عورت پر جبر قرار دیا جا رہا ہے۔صرف چند ہفتے قبل Die Grünen پارٹی کی ایک حکومتی سطح کی ایک نمائیندہ Ekin Deligötz نے جرمنی کے ایک نہایت اہم اخبار میں مُسلمان لڑکیوں اور خواتین کو مُخاطب کرتے ہوئے کہا: آج کی دُنیا میں پہنچو، جرمنی میں رہنے کے آداب سیکھو، تُم لوگ یہاں رہ رہی ہو، لہٰذا پردہ کرنا چھوڑ دو۔نیز کہا کہ "اسلامی پردہ عورت پر ایک جبر ہے اور اُس کے حقوق کی حق تلفی کرتا ہے" سب سے افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ خاتون تُرک ہیں۔ مزید یہ کہ اب ہالینڈ کی ایک سیاستدان مُسلمان خاتون Ayaan Hirsi Ali، جس کا تعلق صومالیہ سے ہے، ایک کتاب لکھی ہے۔

Ich klage an. Plädoyer für die Befreiung muslimischen Frauen der

اس کتاب سے قبل ہی اسلامی پردہ پر ایک ڈسکشن تو پہلے سے ہی جرمنی میں جاری تھی، لیکن اب اس کتاب کے بعد جو اسلام کا عورت کے مقام اور عورت کے حقوق کے حوالے سے نہایت منفی تاثر پیش کرتی ہے، اسلامی پردہ پر مزید تنقید شروع ہو گئی ہے۔ اہم بات یہ ہے اسلامی پردہ نیز مجموعی طور پر اسلام پر نہایت زہریلے مواد سے بھرپور یہ کتاب بعض اسکولز میں لٹریچر کے طور پر پڑھائی جاری ہے۔ اب تک کسی ایک بھی مُسلمان تنظیم نے اس کتاب یا اس جیسی کسی دوسری کتاب کا جواب نہیں دیا۔ اس خاتون نے آنحضورﷺ کی پاکیزہ سیرت کو بھی مُختلف گندے الزامات سے داغدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں سوال یہ اُٹھتا ہے کہ مُسلمان آخر کیا کر رہے ہیں؟

معزّز قارئین! یہ سب مندرجہ بالا حقیقتیں اپنی جگہ، لیکن یہاں پر تصویر کا دوسرا دردناک رُخ دیکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ (ابھی جاری ہے)

'مشرق ومغرب''

ایک دن میں نے سورج سے پوچھا کہ'' تم مشرق سے نکلتے ہو۔بڑی آب و تاب میں ہوتے ہو۔تمھاری کرنوں سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تم خوشی میں مسکرا رہے ہو۔لیکن مغرب میں جاتے ہی تمہیں کیا ہو جاتا ہے؟ مرجھائے ہوئے پھول کی طرح لگتے ہو یا پریشان مسافر کی طرح۔۔۔''۔سورج بولا۔'' مجھے مشرق کی عادتیں بڑی اچھی لگتی ہیں۔ماں باپ کا ادب۔بڑوں کا احترام۔شرم وحیا۔پردہ۔اس لئے میں خوش ہوتا ہوں اور مسکراتا ہوں۔مگر مغرب کی بے حیائی دیکھ کر ڈوب جاتا ہوں۔پژمردہ وافسردہ ہو جاتا ہوں......''

میں نے پوچھا۔'' تم مغرب کے ممالک میں بھی تو نکلتے ہو؟''

کہنے لگا۔''غور سے دیکھنا! کئی کئی دن تک میرے چہرے پر دھند کا نقاب ہوتا ہے''......

Vol.10 Monthly Khadija Germany Issue 3
Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M. Telephone: 069-5487662, Telefax:069-506886360, E-mail: khadijaakhbar@yahoo.com

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ.......... نے فرمایا

☆''کسی سے دشمنی نہ کرو۔کسی کی بدخواہی نہ چاہو۔کسی کا غصہ تمہارے دلوں میں جگہ نہ پائے۔کسی کے خلاف ایک لفظ بھی زبانوں سے نہ نکلے۔'' (الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء)

☆''ہر فرد واحد کو جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتا ہے پوری توجہ کے ساتھ اور پوری ہمت کے ساتھ اور پوری کوشش کے ساتھ تکبر اور خود بینی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔'' (الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء)

☆'' میں چاہتا ہوں کہ ہر احمدی مرد اور عورت دنیا کا رہبر بننے کی اہلیت پیدا کرلے۔'' (الفضل ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۷ء)

جرمنی میں مذہبی اور مادی نظریات کی آزادی

جرمنی کے آئین (GG) کا آرٹیکل ۳۔

1۔ قانون کی نظر میں ہر فرد برابر ہے۔

2۔قانون کی رو سے مرد وزن کے حقوق مساوی ہیں۔حکومت مرد وزن کے مساوی حقوق کو لاگو کریگی اور اس (تفریق) کے اثرات بد کو ختم کرنے کے لئے اقدام اٹھائے گی۔

3۔کسی بھی فرد کی جنس،نسل،زبان،اس کا ملک اور اسکی بنیاد،اس کے عقائد،اس کے مذہبی اور سیاسی نظریات اس کے لئے سود وزیاں کا باعث نہ ہوں گے۔کسی فرد کی معذوری اسکے لئے باعثِ زیاں نہ ہوگی۔

آرٹیکل ٤۔

1۔مذہبی عقائد وشعور کی آزادی،مذہبی اور مادی نظریات کی آزادی مقدم ہیں۔

2۔مذہبی عقائد کی بلا روک ٹوک پاسداری یقینی بنائی جائے گی۔

آرٹیکل ۳۳۔

1۔ہر جرمن فرد کے شہری حقوق وفرائض ہر صوبے میں یکساں ہیں۔

2۔ہر جرمن فرد کو اس کی مہارت،ہنرمندی اور قابلیت کے مطابق سرکاری اداروں تک رسائی حاصل ہوگی۔

3۔شہری اور ملکی حقوق سے مستفید ہونے،حکومتی اداروں تک رسائی اور وہاں کام کرنے کی وجہ سے حاصل ہونے والے حقوق بلا امتیاز مذہبی نظریات ہوں گے۔کسی کے مذہبی اور مادی نظریات کی بناء پر اس کو کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کی اجازت نہ ہوگی۔

مساوی حقوق کا قانون (AGG)

قانون سازی کا مقصد:

اس قانون کا مقصد کسی بھی فرد کو اس کی نسل،گروہی بنیاد،جنس،اسکے مذہبی اور مادی نظریات،اسکی عمر اور اسکے جنسی تشخص کی بناء پر امتیاز کو روکنا اور اسکے مضمرات کو ختم کرنا ہے۔

☆۔ ایک مسلمان سیلز گرل کو کام کے دوران حجاب پہننے کی اجازت ہے۔

عدالتی فیصلہ Bundesarbeitsgericht, 10. Oktober 2002 - 2 AZR 472/01

-(خواتین) اساتذہ پر سکولوں اور کلاس روم میں حجاب پہننے پر پابندی کی صوبے Baden-Württemberg کے رائج الوقت قوانین میں کوئی مخصوص قانونی بنیاد نہیں ہے۔

فیصلہ عدالتِ عالیہ۔ Bundesverfassungsgericht, 24. September 2003 - 2 BvR 1436/02

عدالتِ عالیہ کے اس فیصلہ کی روشنی میں کئی صوبوں نے (Baden-Württemberg, Niedersachsen, Saarland, Hessen, Bayern, Berlin, Bremen, Nordrhein-Westfalen) حجاب پہننے پر پابندی کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لئے قانون سازی کی ہے کہ اساتذہ کے مذہبی علامات پہننے پر پابندی ہے۔ Hessen, Berlin نے نہ صرف اساتذہ بلکہ دیگر سرکاری اداروں میں نظر آنے والی مذہبی علامات پہننے پر پابندی عائد کی ہے۔اس کا جواز ''مملکت کے غیر جانبدارانہ تشخص کا استحکام'' بنایا گیا ہے۔

(ترجمہ نیشنل سیکرٹری تبلیغ قرۃ العین گردیزی صاحبہ)

''ہم ہیں تقدیرِ زمانے کی بدلنے والے''

دعویٰ ہے عشق کا اور اتنا تغافل کیونکر
بندگی کرنی ہے جب رب کی تعامل کیونکر

لا جرم اس میں تقدس کا ہے پر تو تیرے
مانا اس کا تیری ذات پہ بوجھل کیونکر

گرچہ ہے عہد کڑا اور کڑا حکمِ خدا
دل تیرا آقا کے حکموں سے ہے گھائل کیونکر

مومنہ، صالحہ،عابدہ بن کر دیکھو
شرم کیسی یہ طبیعت میں ہو حائل کیونکر

برہنگی تن سے کہاں حسن نکھرتا ہے کبھی
طوقِ دنیا ہوئے حسن کا حاصل کیونکر

توڑ دو مکر کے سب جال جو بُن رکھے ہیں
اوڑھنی تقویٰ کی اوڑھے رہو سائل بن کر

کیا ستم کیوں میرا محبوب ہوا مجھ سے خفا
رنگِ دنیا ہوا زیست میں شامل کیونکر

ہم ہیں تقدیر زمانے کی بدلنے والے
ہم پسِ پشت گرا بیٹھیں شمائل کیونکر

کتنے اوراق پلٹ آئی ہے تاریخ یہاں
جانتے بوجھتے سب آنکھ سے اوجھل کیونکر

جب اطاعت کی حدوں میں نہیں رہنا ہر دم
بیعت میں اس کی رہے گا کوئی شامل کیونکر

توڑنا مَہ کے پیالوں کا ہی اچھا بر وقت
سوچنا ،سوچ میں یہ اتنا تعامل کیونکر

اژدھے،سانپ،گڑھے موت کے منہ کھولے ہوئے
ربّ کی آغوش میں آ جاؤ تغافل کیونکر

پہرہ داری کرو دن رات عمل کی اپنے
مُنہ کی باتوں سے ہی ایمان ہو کامل کیونکر

اتباعِ نبیؐ تو اک موت کو چاہتی ہے ضیاء
ایک دیدار سے دِلدار ہو حاصل کیونکر

فرحت ضیاء راٹھور۔ ہمبرگ